

بابِ خیر کا معاملہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بسالت کا انکار کوئی کافر ہی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین قوت بھی عطا فرمائی تھی۔ وہ بلاشبہ شیر خدا تھے۔

حقیقی ہیرو کو کسی جھوٹی فضیلت و منقبت کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن ہمیشہ سے لوگوں کا یہ چلن رہا ہے کہ وہ اپنی من پسند شخصیت کے بارے میں جھوٹی باتیں مشہور کر دیتے ہیں، جو اکثر اوقات اس شخصیت کی سیرت کو نکھارنے کی بجائے لوگوں کے ذہنوں میں اس کا غلط تصور بٹھاتی ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ایک ایسی ہی بات مشہور ہے۔ وہ یہ کہ خیبری دروازہ جسے بہت سارے لوگ مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے، انہوں نے اکیلے ہی اٹھا کر پھینک دیا تھا۔ یہ واقعہ غیر ثابت اور غیر معتبر ہونے کے ساتھ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک مافوق الفطرت مخلوق ہونے کا تصور بھی پیدا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں کل چار روایات آتی ہیں؛ تین اہل سنت کی کتب میں اور ایک روافض کی کتب میں۔ آئیے اصولِ محدثین کی روشنی میں ان سب کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

روایت نمبر ① : رسول اللہ ﷺ کے غلام سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَرَأَيْتِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ؛ خَرَجَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ فَقَاتَلَهُمْ، فَضْرَبَهُ رَجُلٌ مِّنْ يَهُودَ، فَطَرَحَ تَرْسَهُ مِنْ يَدِهِ، فَتَنَاولَ عَلِيٌّ أَبَا كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ، فَتَرَسَ بِهِ نَفْسَهُ، فَلَمْ يَزَلْ فِي يَدِهِ وَهُوَ يَقَاتِلُ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَدِهِ حِينَ فَرَغَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي نَفَرٍ مَّعِيَ سَبْعَةٌ؛ أَنَا ثَامِنُهُمْ، نَجْهَدُ عَلَى أَنْ نَقْلِبَ ذَلِكَ الْبَابَ، فَمَا نَقْلِبُهُ.

”ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (خیبر کے قلعہ کی طرف) نکلے، جب نبی کریم ﷺ نے انہیں جھنڈا دے کر بھیجا تھا۔ جب ہم قلعہ کے پاس پہنچے، تو قلعہ والے لوگ باہر آئے، ان کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی، ایک یہودی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال ہاتھ سے گر گئی۔ انہوں نے قلعہ کا دروازہ اکھڑ کر اس سے ڈھال کا کام لیا۔ وہ دروازہ دورانِ قتال مستقل طور پر ان کے ہاتھ میں رہا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمادی۔ جنگ سے فارغ ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ میں نے دیکھا کہ سات آدمیوں نے، جن کے ساتھ آٹھواں میں تھا، اس دروازے کو ہلانے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا، لیکن ہم اسے ہلا بھی نہیں سکے۔“

(مسند الإمام أحمد: 8/6، دلائل النبوة للبيهقي: 4/212، سيرة ابن هشام: 350،

349/6، تاريخ دمشق لابن عساكر: 111/42)

تبصرہ :

یہ سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس میں بَعْضُ أَهْلِهِ ”مبہم“ اور ”مجهول“ لوگ ہیں۔

شریعت ہمیں نامعلوم افراد سے دین اخذ کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

✽ حافظ بیٹھی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ رَاوٍ لَمْ يُسَمَّ.

”اسے امام احمد نے روایت کیا ہے، اس میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔“ (مجمع الزوائد: 152/6)

دلائل النبوة کی سند میں عبد اللہ بن حسن کا واسطہ گر گیا ہے، اسی لئے حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَفِي هَذَا الْخَبَرِ جَهَالَةٌ وَأَنْقِطَاعٌ ظَاهِرٌ.

”اس روایت میں جہالت اور واضح انقطاع موجود ہے۔“

(البداية والنهاية: 191/4)

روایت نمبر ۲ : سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ عَلِيًّا حَمَلَ الْبَابَ يَوْمَ خَيْبَرَ، حَتَّى صَعِدَ الْمُسْلِمُونَ فَفَتَحُوهَا، وَإِنَّهُ جُرِّبٌ، فَلَمْ يَحْمِلْهُ؛ إِلَّا أَرْبَعُونَ رَجُلًا.

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن قلعے کے دروازے کو اٹھالیا، حتیٰ کہ مسلمانوں نے چڑھائی کر کے اسے فتح کر لیا۔ تجربہ کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ اس دروازے کو چالیس طاقتور افراد ہی اٹھا سکتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 84/12، تاريخ بغداد للخطيب: 324/1، تاريخ دمشق

لابن عساكر: 111/42)

تبصرہ :

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس میں لیث بن ابی سلیم جمہور محدثین کے نزدیک ”ضعیف“ خراب حافظے والا موجود ہے۔

✿ حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ضَعْفُهُ الْجُمْهُورُ.

”جمہور محدثین کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(المغني عن حمل الأسفار: 187/2، تخریج أحادیث الإحياء للحداد: 1648)

✿ حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَضَعَفَهُ الْأَكْثَرُ.

”اکثر محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔“ (مجمع الزوائد: 178/2)

✿ حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

”یہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(البدر المنير: 104/2، 227/7، تحفة المحتاج: 48/2)

✿ حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فَضَعَفَهُ الْجَمَاهِيرُ.

”جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(شرح مقدمة صحيح مسلم: 4، وفي نسخة: 52)

✿ حافظ بوسیری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ضَعْفُهُ الْجُمْهُورُ.

”جمہور محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔“ (زوائد ابن ماجہ: 54)

✿ علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَفِي الزَّوَائِدِ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، ضَعْفُهُ الْجُمْهُورُ.

”زوائد میں ہے کہ اس میں لیث بن ابی سلیم ہے، اور اس کو جمہور محدثین نے

ضعیف قرار دیا ہے۔“ (حاشیۃ السندی علی ابن ماجہ: 1891)

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَإِنَّ لَيْثَ بْنَ أَبِي سُلَيْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَى ضَعْفِهِ .

”لیث بن ابی سلیم کے ضعیف ہونے پر محدثین کرام کا اتفاق ہے۔“

(الحاوی للفتاوی: 8-7/3)

اسے امام یحییٰ بن معین، امام احمد بن حنبل، امام ابو زرہ رازی، امام ابو حاتم رازی، امام عمرو بن علی فلاس، امام دارقطنی، امام نسائی، امام ابن عدی، امام ابن خزیمہ، امام ترمذی، امام ابن حبان، امام بزار، امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور محدثین کرام نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى ضَعْفِهِ، وَاضْطَرَّابِ حَدِيثِهِ، وَاخْتِلَالِ ضَبْطِهِ .

”علمائے کرام کا اس کے ضعیف ہونے، اس کی حدیث کے مضطرب ہونے اور اس کے حافظے کے خراب ہونے پر اتفاق ہے۔“

(تہذیب الأسماء واللغات: 597/1)

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے متابعت میں روایت لی ہے، نہ کہ اصول میں۔ لہذا اس کے ”ضعیف“ اور ”مختلط“ ہونے کی وجہ سے صحیح مسلم پر کوئی اعتراض نہیں آتا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مَا عَلِمْتُ أَحَدًا صَرَّحَ بِأَنَّهُ ثِقَّةٌ .

”میرے علم کے مطابق کسی نے اس کے ثقہ ہونے کی صراحت نہیں کی۔“

(زوائد مسند البزار: 403/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”مکثر“ قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال: 113/3)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَفِيهِ ضَعْفٌ أَيْضًا.

”اس میں بھی کمزوری ہے۔“ (البدایة والنهاية: 191/4)

روایت نمبر ۳ : سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ہی سے منسوب ہے:

إِنَّ عَلِيًّا لَمَّا انْتَهَى إِلَى الْحِصْنِ؛ اجْتَبَدَ أَحَدَ أَبْوَابِهِ، فَأَلْقَاهُ بِالْأَرْضِ، فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَهُ مِنَّا سَبْعُونَ رَجُلًا، فَكَانَ جُهْدُهُمْ أَنْ أَعَادُوا الْبَابَ.

”جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ قلعہ کے پاس پہنچے، تو انہوں نے قلعہ کے ایک دروازے کو اکھیڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد ہم میں سے ستر آدمیوں نے بڑی کوشش کر کے اس کو واپس اپنی جگہ پر رکھا۔“

(دلائل النبوة للبيهقي: 212/4، المقاصد الحسنة للسخاوي: 313)

تبصرہ :

اس کی سند سخت ترین ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کا راوی حرام بن عثمان سخت ترین ”ضعیف“ اور مجروح ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یعقوب بن سفیان فسوی، امام دارقطنی، امام ابن حبان، امام ابن سعد، امام یحییٰ بن معین اور علامہ جوزجانی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ بِاتِّفَاقٍ، مُبْتَدِعٌ.

”یہ بالاتفاق متروک اور بدعتی راوی ہے۔“ (دیوان الضعفاء : 859)

خود امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ”ضعیف“ کہا ہے۔

مورخ اسلام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(البدایة والنهاية : 191/4)

نوٹ : دلائل النبوة بیہقی میں ستر کی بجائے چالیس مردوں کا ذکر ہے۔

روایت نمبر ۴ : امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے منسوب ہے، وہ اپنے آبا

سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف کو خط لکھا:

وَاللّٰهِ، مَا قَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ، وَرَمَيْتُ بِهِ خَلْفَ ظَهْرِيْ اَرْبَعِينَ
ذِرَاعًا بِقُوَّةٍ جَسَدِيَّةٍ وَلَا حَرَكَةٍ غَذَائِيَّةٍ، لَكِنِّيْ اُبَدْتُ بِقُوَّةٍ
مَّلَكُوْتِيَّةٍ نَفْسَ بَنُوْرٍ رَبَّهَا مُضِيَّةٌ، وَاَنَا مِنْ اَحْمَدَ كَالضَّوْءِ مِنْ
الضَّوْءِ .

”اللہ کی قسم! میں نے جو خیبر کے دروازے کو اکھیڑا اور اپنے پیچھے کی طرف
چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا، یہ نہ جسمانی قوت تھی اور نہ خوراک کی
طاقت، بلکہ یہ ایک ملکوتی و نورانی قوت تھی، جو میرے رب نے مجھے عطا کی
تھی۔ میری احمد علیہ السلام سے وہی نسبت ہے، جو روشنی کو روشنی سے ہوتی ہے۔“

(بحار الأنوار للمجلسي الرافضي : 26/21)

تبصرہ : یہ جھوٹ کا پلندہ ہے، کیونکہ:

① امام جعفر کے آبا نا معلوم و ”مجهول“ ہیں۔

② محمد بن محسن اسدی عکاشی باتفاق محدثین غیر ثقہ، ”منکر الحدیث“، ”متروک“، کذاب اور ”وضاع“ ہے۔

③ یونس بن ظلیان کے اہل سنت کی کتب سے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ اور کتبِ رجالِ شیعہ میں بھی اس پر جرح موجود ہے۔

④ علی بن احمد بن موسیٰ بن عمران دقاق کی اہل سنت اور شیعہ کتبِ رجال میں کہیں بھی توثیق نہیں مل سکی۔

⑤ محمد بن ہارون مدنی بھی ”مجہول“ ہے۔

⑥ ابو بکر عبد اللہ بن موسیٰ خباز حبال طبری کی اہل سنت اور شیعہ کتبِ رجال میں توثیق مذکور نہیں، لہذا یہ ”مجہول“ ہے۔

✽ مؤرخ دیار مصر، علامہ مقریزی رحمہ اللہ (م: 845ھ) لکھتے ہیں:

وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّ حَمَلَ بَابِ خَيْبَرَ لَا أَصْلَ لَهُ .

”بعض محدثین تو کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھانے کے واقعہ کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔“ (إمتاع الأسماع: 310/1)

✽ علامہ سخاوی رحمہ اللہ (831-902ھ) لکھتے ہیں:

بَلْ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَلِذَا أَنْكَرَهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ .

”اس کے متعلق تمام روایات ضعیف ہیں اس لئے بعض علما نے اس واقعے کو

منکر قرار دیا ہے۔“ (المقاصد الحسنة: 313)

الحاصل : یہ واقعہ معتبر سندوں سے ثابت نہیں، فضیلت وہی ہے جو قابل

اعتبار سندوں سے ثابت ہو۔